97798 ـ مريض كو زبردستى روزہ ركھنے دينا

سوال

ميرى خالہ كا بچپن ميں ايكسيڈنٹ ہوا اور ايك آنكھ ضائع ہوگئى اور ڈاكٹروں نے يہ كہا كہ اس بچى كو رونا نہيں چاہيے؛ كيونكہ يہ اس كى آنكھ پر اثر انداز ہو سكتا ہے، چنانچہ جب يہ بچى بالغ ہوئى تو والد نے اسے ميڈيكل رپورٹ كى بنا پر روزہ ركھنے سے منع كر ديا، يہ عورت دينى امور كا بہت خيال ركھنے والى ہے.
شادى كے بعد خالہ نے ديكھا كہ روزہ اس پر اثرانداز نہيں ہوتا تو اس نے روزے ركھنا شروع كر دے، سوال يہ ہے كہ: اب وہ اكثر ايام روزے ركھتى ہے تا كہ اس كے والد كو عذاب نہ ہو اور وہ اپنے والد ـ رحمہ اللہ ـ سے بہت پيار كرتى ہے، اس كا سوال يہ ہے كہ: كيا اس كے والد پر حرام اشياء ميں سے تو كچھ نہيں، اور كيا رہ جانے والے روزے اس پر ركھنے واجب ہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

بيمارى ان مباح عذر ميں شامل ہوتى ہے جن كى بنا پر روزہ نہ ركھنا جائز ہے.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور تم ميں سے جو كوئى بھى مريض ہو يا مسافر تو وہ دوسرے ايام ميں گنتى پورى كرے البقرة (185).

مريض كے ليے ليے روزہ ركھنے كا حكم مكروہ اور حرام كے مابين گھومتا ہے، اگر بيمارى كى بنا پر روزہ مشقت كا باعث ہو تو روزہ ركھنا مكروہ ہے، اور اگر اسے نقصان اور ضرر دے تو حرام ہو گا.

اس كى تفصيل ديكھنے كے ليے آپ سوال نمبر (50555) اور (38532) كے جوابات كا مطالعہ كريں.

اور بيمارى كى حالت ميں مريض اس وقت تك روزہ نہ چھوڑے جب تك كہ اس بيمارى كا سپشلسٹ ڈاكٹر اور بعض علماء كرام اسے روزہ نہ ركھنے كى ہدايت كريں، اور شرط يہ ہے وہ ڈاكٹر مسلمان ہو.

اور جس شخص نے بھى ڈاكٹر كے كہنے پر روزہ نہ ركھا اس پر كوئى حرج نہيں، اور اگر بيمارى دائمى ہو تو وہ روزہ نہ ركھے، اور اس كے بدلے ميں ہر روز ايك مسكين كو كھانا كھلائے، اور جس كى بيمارى وقتى ہو تو وہ روزہ نہ ركھے، اور تندرست ہونے كے بعد اس كى قضاء كرتے ہوئے روزہ ركھ لے.

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

جب تجربہ کار اور ماہر ڈاکٹر یہ فیصلہ کریں کہ آپ کی بیماری ان امراض میں شامل ہے جن سے شفایابی کی امید نہیں، تو آپ کے لیے ضروری ہے کہ آپ رمضان المبارک کے ہر روزہ کے بدلے ایك مسکین کو کھانا کھلائیں، اور آپ کے ذمہ روزہ نہیں ہوگا، کھانے مقدار نصف صاع اس علاقے کی غذا ہے مثلا کھجور، یا چاول وغیرہ، اور اگر آپ کسی مسکین کو صبح یا شام کا کھانا کھلا دیں تو یہ کافی ہوگا.

لیکن اگر وہ یہ فیصلہ کریں کہ بیماری سے شفایابی کی امید ہے تو آپ کے ذمہ کھانا کھلانا نہیں، بلکہ جب شفایاب ہوں تو روزے رکھنا واجب ہیں کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور جو کوئی تم میں سے مریض ہو یا مسافر تو وہ دوسرے ایام میں گنتی پوری کرے .

اللہ تعالی سے میری دعا ہے کہ وہ ہر مریض کو ہر قسم کی بیماری سے شفایابی نصیب فرمائے، اور جو تکلیف اور بیماری آپ کو پہنچی ہے اسے آپ کے گناہوں کا کفارہ اور باعث پاکیزگی بنائے، اور آپ کو صبر و تحمل عطا فرمائے، یقینا اللہ تعالی بہتر عطا کرنے والا ہے " انتہی.

دیکھیں: فتاوی الشیخ ابن باز (15 / 221).

سوال تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مریض عورت کا والد گنہگار نہیں، کیونکہ اس نے اپنی بیٹی کو ڈاکٹروں کی کلام کی وجہ سے ہی روزہ نہیں رکھنے دیا.

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے درج ذیل سوال کیا گیا:

مجھے گردوں کی بیماری ہے، اور دو بار میرا آپریشن بھی ہو چکا ہے، ڈاکٹروں نے مجھے نصیحت کر رکھی ہے کہ میں دن رات میں روزانہ ڈھائی لیٹر پانی پیئوں، اسی طرح انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ مسلسل تین گھنٹے پانی نہ پینا میرے لیے خطرناك ہے، تو کیا میں ان کی کلام پر عمل کروں، یا کہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے روزہ رکھ لوں، اور وہ یہ بات یقین سے کہتے ہیں کہ میرے اندر پتھری توڑنے کی استعداد ہے، یا مجھے کیا کرنا چاہیے، اور اگر میں روزہ نہ رکھوں تو میرے ذمہ کیا کفارہ آتا ہے ؟

کمیٹی کے علماء کا جواب تھا:

" اگر تو معاملہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا آپ نے بیان کیا ہے، اور یہ ڈاکٹر طب میں ماہر ہیں تو آپ کے لیے روزہ چھوڑنا مشروع ہے؛ تا کہ آپ اپنی صحت کو بحال رکھ سکیں؛ اور اپنے سے ضرر اور نقصان دور رکھ سکیں، پھر اگر آپ کو اس سے شفا حاصل ہو اور بغیر کسی تکلیف اور حرج کے آپ روزے قضاء رکھنے کی استطاعت رکھیں تو آپ

کے ذمہ قضاء کے روزے رکھنا فرض ہونگے.

لیکن اگر آپ کی بیماری ختم نہ ہوئے، یا مسلسل پانی پیئے بغیر پتھری پیدا ہونے کی استعداد ہو جائے، اور ڈاکٹر یہ فیصلہ کریں کہ اس سے شفایابی ممکن نہیں، تو اس حالت میں آپ ہر روزہ کے بدلے ایك مسکین کو کھانا کھلانا واجب ہوگا " انتہی.

الشیخ عبد العزیز بن باز، الشیخ عبد الرزاق عفیقی، الشیخ عبد اللہ بن غدیان، الشیخ بن منیع.

دیکھیں: فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء (10 / 179 - 180).

اور جب مریضہ بغیر کسی ضرر کے اپنے اندر روزہ رکھنے کی استطاعت محسوس کرے تو اسے روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اس کے لیے ماہر ڈاکٹر حضرات سے مشورہ کرنا ضروری ہے، تا کہ کہیں وہ اپنی ظاہری حالت سے دھوکہ نہ کھا جائے، اور روزہ رکھنے سے اس کی صحت متاثر نہ ہو.

اور رہا ان ایام کی قضاء کا مسئلہ جن ایام کے اس نے روزے نہیں رکھے ظاہر تو یہی ہوتا ہے اس کی قضاء لازم نہیں آتی، بلکہ اس کے لیے ہر دن کے بدلے ایك مسکین کو کھانا کھلانا کافی ہے، کیونکہ اس نے ڈاکٹر کے کہنے پر روزہ نہیں رکھا تھا.

شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے ایك دائمی بیماری شخص والے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس کے بارہ میں ڈاکٹر حضرات کا کہنا تھا کہ وہ کبھی بھی روزہ نہ رکھے، لیکن اس نے کسی اور ملك کے ڈاکٹر حضرات سے علاج کروایا تو اسے اللہ کے حکم سے شفا مل گئی، اور اس نے پانچ برس کے رمضان میں روزے نہیں رکھے تھے، اب شفاملنے کے بعد اسے کیا کرنا چاہیے، آیا وہ ان کی قضاء میں روزے رکھے یا نہیں ؟

تو شیخ ابن باز رحمہ اللہ جواب تھا:

اگر تو اسے روزہ نہ رکھنے کی نصیحت کرنے والے ڈاکٹر مسلمان اور ماہر اور تجربہ کار اور اس بیماری کو جاننے والے تھے، اور انہوں نے اسے اس بیماری سے شفایاب نہ ہونے کا کہا تھا، تو اس کے ذمہ ان روزوں کی قضاء نہیں، بلکہ صرف کھانا کھلانا ہی کافی ہے، اور آئندہ وہ روزے رکھے "

دیکھیں: فتاوی الشیخ ابن باز (15 / 355).

خلاصہ:

جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ: باپ نے ڈاکٹروں کے کہنے کی بنا پر بیٹی کو روزہ نہیں رکھنے دیا تو اس وجہ سے باپ

گنہگار نہيں، بلكہ عورت كو چاہيے كہ اس نے بلوغت كے بعد جتنے روزے نہيں ركھے ان ميں سے ہر يوم كے بدلے ايك مسكين كو كھانا كھلائے.

اور اگر اب ڈاكٹر حضرات نے اس كى صحت كو ديكھتے ہوئے يہ فيصلہ كيا ہے كہ اب روزہ ركھنے ميں كوئى حرج نہيں، اور اس كى صحت كے ليے نقصان دہ نہيں تو اس پر رمضان كے روزے ركھنا فرض ہيں، اور روزہ نہ ركھنے ميں اس كے پاس كوئى عذر نہيں ہے، اور اگر وہ نفلى روزے بھى ركھنا چاہے تو ركھ سكتى ہے، اس ميں كوئى حرج نہيں.

واللہ اعلم .